

اسیران کربلاء

<"xml encoding="UTF-8?">

اسیران کربلاء

[واقعہ عاشورا تاریخ کے آئینے میں اور اہم واقعات](#)

سنہ 60 ہجری قمری

15 رجب [وفات معاویہ](#)

28 رجب [مدینہ سے امام حسینؑ کا خروج](#)

3 شعبان امامؑ کا مکہ پہنچنا

10 رمضان کوفیوں کا امام حسینؑ کے نام پہلا خط

12 [رمضان](#) کوفیوں کے 150 خطوط کا قیس بن مُشہر، کے ذریعے امامؑ کو پہنچنا۔

14 رمضان ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کے ذریعے بزرگان کوفہ کے خطوط کا پہنچنا

15 رمضان مسلم کی مکہ سے کوفہ روانگی

5 شوال کوفہ میں مسلم بن عقیل کا ورود

8 ذی الحج مکہ سے خروج امام حسینؑ

8 ذی الحج کوفہ میں قیام مسلم بن عقیل

9 ذی الحج شہادت مسلم بن عقیل

سنہ 61 قمری

1 محرم قصر بنی مقاتل میں عبیداللہ بن حر جعفری اور و عمرو بن قیس کو امام کا دعوت دینا

2 محرم کربلا میں کاروان امامؑ کا پہنچنا

3 محرم لشکر عمر سعد کا کربلا میں پہنچنا

6 محرم حبیب بن مظاہر کا بنی اسد سے مدد مانگنا

7 محرم پانی کی بندش

8 محرم مسلم بن عوسجہ کا کاروان امام حسینؑ سے ملحق ہونا

9 محرم شمر بن ذی الجوشن کا کربلا پہنچنا

9 محرم امان نامہ شمر برائے فرزندان ام البنین۔

9 محرم لشکر عمر سعد کا اعلان جنگ اور امامؑ کی طرف سے ایک رات مہلت کی درخواست

10 محرم واقعہ عاشورا

11 محرم اسرا کا کوفہ کی طرف سفر

11 محرم بنی اسد کا شہدا کو دفن کرنا

12 محرم بعض شہدا کا دفن

12 محرم اسیران کربلا کا کوفہ پہنچنا

19 محرم اہل بیتؑ کی کوفہ سے شام روانگی

1 صفر اہل بیت اور سر مطہر امام حسینؑ کا شام پہنچنا

20 صفر اربعین حسینی

20 صفر اہل بیت کی کربلا میں واپسی

20 صفر اہل بیت کی مدینہ میں واپسی (بنا بر قول)

[اسیران کربلا](#)

واقعہ کربلا میں عمر بن سعد کے ہاتھوں اسیر ہونے والے اسراء کو کہا جاتا ہے جن میں شیعوں کے چوتھے امام، امام سجادؑ، حضرت علیؑ کی بیٹی حضرت زینب اور اہل بیت کے دوسرے مستورات اور بچے شامل ہیں۔ عمر سعد کے حکم پر 11 محرم کی رات اسیران کربلا کو کربلا میں ہی رکھا گیا اور گیارہ محرم کو ظہر کے بعد کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے قافلہ اسراء کو ایک گروہ جس میں شمر و طارق بن محفز شامل تھے، کے ساتھ یزید کے پاس شام بھیجا۔

ابن زیاد نے اسیروں کو محملوں پر اور امام سجادؑ کو طوق و زنجیر میں جکڑ کر شام روانہ کیا۔ ایک نقل کے مطابق مختلف مقامات پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے سامنے حضرت زینب اور امام سجادؑ کے دیئے جانے والے خطبے یزید اور بعض دوسرے لوگوں کی پشیمانی کا باعث بنے۔ کچھ مورخین کے مطابق کاروان اہل بیت اربعین یعنی شہادت امام حسینؑ کے چالیسویں دن کربلا لوٹ آئے جبکہ شیخ مفید اور شیخ طوسی کے مطابق اہل بیت آزادی کے بعد کربلا نہیں بلکہ مدینہ چلے گئے تھے۔ آغاز اسیری

واقعہ عاشورا کے بعد 11 محرم کو عمر سعد اپنے مقتولین کو دفنا کر اسرائے آل محمد کے ساتھ کوفہ روانہ ہوا۔ [1]

عمر سعد کی فوج نے اسرائے آل محمد کو شہدا کے اجساد کے پاس سے گزارا۔ اس موقع پر اہل بیت کی مستورات گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے چہروں کو پیٹ رہی تھیں۔ چنانچہ قرۃ بن قیس سے منقول ہے کہ حضرت زینب جب اپنے بھائی کے نعش پر پہنچی تو انہوں نے شدت غم سے اس قدر گریہ کیا کہ دوست و دشمن سب ان کے ساتھ رونے لگے۔ [2]

مروی ہے کہ حضرت زینب نے امام حسینؑ کے جسد اطہر کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ جملات کہے: یا محمداہ، یا محمداہ! صلی علیک ملائکہ السماء، ہذا الحسین بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الأعضاء، یا محمداہ! و بناتک سبایا، و ذریعتک مقتلہ، تسفی علیہا الصبا قال: فابکت واللہ کل عدو و صديق [3] ترجمہ: «یا محمد! وا محمد! آسمان کے فرشتے آپ پر درود و سلام بھیجتے ہیں، (لیکن) یہ حسینؑ دشت میں ہے جس کا بدن خون میں غلطان اور اس کے اعضائے بدن جدا ہیں! اے محمد! آپ کی بیٹیاں اسیر ہیں اور ان کی مقتول ذریت کو ہوا چھو رہی ہے۔ راوی کہتا ہے: خدا کی قسم! یہ نالہ و شیون سن کر دوست و دشمن سب نے گریہ کیا۔

اسرا کی تعداد اور ان کے اسامی

اہل بیت اور باقی بچ جانے والے اصحاب امام حسینؑ کے ناموں اور تعداد کے بارے میں مورخین کے اختلاف پایا جاتا ہے، مختلف مصادر میں مذکور اسما: امام سجادؑ، امام باقرؑ، امام حسین کے دو بیٹے: محمد و عمر، امام حسنؑ کا بیٹا محمد اور نواسہ زید، [4] اسی طرح حضرت علیؑ کی بیٹیوں میں سے حضرت زینب، فاطمہ اور ام کلثوم۔ [5] امام حسینؑ کی چار بیٹیاں: سکینہ، فاطمہ، رقیہ اور زینب کا بھی مصادر میں نام آیا ہے۔ [6] اسی طرح

رباب زوجہ امام حسینؑ [7] اور فاطمہ بنت امام حسن کربلا کے اسیروں میں موجود تھیں۔ [8]

کوفہ اور شام کی طرف حرکت

دشمنوں نے اسیروں کو بے کجاوہ انٹوں پر سوار کیا۔ [9] جب اسراء کوفہ میں داخل ہوئے تو لوگ ان کا تماشا دیکھنے جمع ہو گئے تھے حالانکہ کوفہ کی عورتیں ان پر گریہ کر رہی تھیں۔ خذلم بن ستیر نامی شخص کہتا ہے: اس وقت میں نے علی بن حسینؑ کو دیکھا جس کی گردن میں طوق اور ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے۔ [10] قدیمی مصادر میں اسراء اہل بیتؑ کے کوفہ میں داخل ہونے کے بارے میں کوئی دقیق معلومات ذکر نہیں ہے۔ البتہ اس حوالے سے شیخ مفید کی بعض عبارات موجود ہیں جن کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسراء کربلا محرم کی بارہ تاریخ کو کوفے میں داخل ہوئے۔ [11]

عمر سعد کے سپاہیوں نے کوفہ کے کوچوں سے گزار کر انہیں قصر عبیداللہ بن زیاد میں لائے۔ حضرت زینب اور عبیداللہ کے درمیان سخت گفتگو ہوئی اور عبیداللہ نے امام سجادؑ کے قتل کا حکم صادر کیا [12] لیکن حضرت زینب کے اعتراض کرنے اور عبید اللہ اور حضرت زینب کے درمیان تند و تیز لہجے میں گفتگو کے بعد عبید اللہ نے قتل سے صرف نظر کیا۔ [13]

کوفہ سے شام کا راستہ

ابن زیاد نے کربلا کے اسیروں کو شمر اور طارق بن مُحَفَّز سمیت ایک گروہ کی معیت میں شام روانہ کیا۔ [14] بعض تاریخی روایات کے مطابق زحر بن قیس بھی ان کے ساتھ تھا۔ [15] کوفہ سے شام تک کے راستے کا دقیق علم نہیں ہے؛ بعض قائل ہیں کہ کوفہ سے شام کے راستے کے درمیان میں موجود امام حسین سے منسوب مقامات کے ذریعے قافلے کے راستے کو مشخص کیا جا سکتا ہے؛ ان میں سے مقام راس الحسین اور امام زین العابدین دمشق میں، [16] حمص، [17] حماء، [18] بعلبک، [19] حَجَر [20] اور طُرح۔ [21] نیز ایسے مقامات بھی ہیں جو کافی مشہور ہیں؛ جیسے:

عراق کے شہر موصل میں مقام راس الحسین: ہروی کے مطابق یہ مقام ساتویں صدی ہجری تک موجود تھا۔ [22] ترکی کے شہر نصیبین میں مسجد امام زین العابدینؑ اور مقام راس الحسین: اس وقت یہ شہر ترکی میں موجود ہے۔ [23] کہا گیا ہے کہ اس جگہ امام حسینؑ کے سر مبارک کے خون کا اثر یہاں موجود رہا۔ [24] ہروی نے اس مقام کو مشهد النقطہ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ [25]

سپاہیوں کا برتاؤ

ابن اعثم اور خوارزمی کے بقول عبیداللہ بن زیاد کے سپاہیوں نے اسیران کربلا کو کوفہ سے شام تک پوشش و پردے کے بغیر محملوں پر اس طرح شہر شہر لے کر گئے جس طرح ترک و دیلم کے کافر قیدیوں کو لے جاتے تھے۔ [26] شیخ مفید کی منقول روایت کے مطابق امام سجادؑ کو قید میں پابند غل و زنجیر دیکھا گیا۔ [27] امام سجاد سے منسوب روایات میں ابن زیاد کا قیدیوں سے برتاؤ یوں منقول ہوا ہے: علی بن حسینؑ کو ایک لاغر و نحیف اونٹ پر اس حال میں سوار کیا گیا کہ امام حسینؑ کا سر نیزے پر، قیدی عورتیں ان کے پیچھے اور نیزے بردار ان کے اطراف میں موجود تھے۔ اگر امام کی آنکھ سے آنسو جاری جاری ہوتا تو وہ ان کے سر پر نیزے مارتے یہاں کہ اسی حالت میں وہ شام میں داخل ہوئے۔ [28]

قیدیوں کا شام میں داخل ہونا

تاریخی مصادر میں اسراء کے شام میں داخل ہونے، سپاہیوں کے برتاؤ، ان کے رہنے کی جگہ اور ان کے خطبات کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ ان روایات کے مطابق یہ قافلہ شام میں اول صفر کو داخل ہوا۔ [29] انہیں اس روز دروازہ

«توما» یا «ساعات» کے راستے شہر میں لایا گیا۔ سہل بن سعد کے مطابق یزید کے دستور پر شہر کی تزئین و آرائش کی گئی تھی۔ [30]

شہر میں داخل ہونے کے بعد اسیروں کو مسجد جامع کے دروازے کے پاس ایک چبوترے پر بٹھایا گیا۔ [31] موجودہ زمانے میں مسجد اموی کا دروازہ اصلی مسجد کے محراب و منبر کے مقابلے میں ہے جہاں پتھر اور لکڑی کے سیڑھیاں موجود ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے قیدیوں کو یہاں بٹھایا گیا۔ [32] بعض مصادر میں شام میں داخلے کے موقع پر حضور اہل بیت امام حسینؑ کو دو دن تک [33] اور خرابہ شام کے نام سے معروف ایسی عمارت میں رکھا گیا جس کی چھت نہیں تھی۔ [34] لیکن شیخ مفید قیدیوں کے آنے کی جگہ قصر یزید کے پاس بیان کی ہے۔ [35] مشہور قول کے مطابق شام میں قیدیوں کے رہنے کی مدت تین دن [36] لیکن ہفت روز [37] اور ایک مہینہ بھی منقول ہوئی ہے۔ [38] شام میں قیدیوں کے آنے سے متعلق بعض تاریخی روایات کا ذکر:

قصر یزید میں اسیروں کی آمد: شام میں آنے کے بعد زحر بن قیس نے واقعہ کربلا کی جنگ کی رپورٹ بیان کی۔ [39] یزید نے سارا ماجرا سننے کے بعد حکم دیا کہ محل کو سجایا جائے، بزرگان شام کو بلایا جائے اور اسیروں کو حاضر کیا جائے۔ [40] روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اسیروں کو رسیوں سے جکڑے ہوئی حالت میں پیش کیا گیا۔ [41] اس دوران فاطمہ بنت امام حسینؑ نے کہا: اے یزید! کیا شائستہ ہے کہ بنات رسول اللہ اسیر ہوں؟ اس وقت حاضرین اور یزید کے اہل خانہ سے گریہ کیا۔ [42]

یزید کا سر امام حسین کے ساتھ ناروا سلوک: یزید قیدیوں کی موجودگی میں سونے کے تھال میں رکھے ہوئے سر امام حسینؑ [43] کو لکڑی کی چوب سے ما رہا تھا [44] جب سکینہ اور فاطمہ یہ منظر دیکھا تو انہوں نے اس طرح فریاد کی کہ یزید اور معاویہ بن ابوسفیان کی بیٹیوں نے گریہ کرنا شروع کیا۔ [45] شیخ صدوق سے امام رضاؑ کی مروی روایت کے مطابق یزید نے سر امام حسین کو طشت میں رکھا اور اسے کھانے کی میز پر رکھ دیا۔ پھر اپنے اصحاب کے ساتھ کھانے میں مشغول ہو گیا اس کے بعد اسے شطرنج کی میز پر رکھ کر شطرنج کھیلنے مشغول ہوا۔ کہتے ہیں جب وہ بازی جیت جاتا تو ایک جام فقاق (جَو کی شراب) کا پیتا اور اس کا آخری بچا ہوا پانی طشت کے پاس زمین پر گرا دیتا۔ [46]

حاضرین کا اعتراض: یزید کی اس رفتار پر حاضرین میں سے بعض نے اعتراض کیا، ان میں سے مروان بن حکم کا بھائی یحییٰ بن حکم تھا جس کے اعتراض کے جواب میں یزید نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔ [47] ابویزہ اسلمی نے بھی اعتراض کیا تو یزید کے حکم پر اسے دربار سے نکال دیا گیا۔ [48]

خطبات

قیدیوں کے کوفہ میں آنے کے بعد امام سجاد نے خطبہ دیا [49] اور حضرت زینب نے خطبہ دیا تاریخی مآخذ کے مطابق اس خطبے میں امام حسین کی مدد نہ کرنے پر کوفیوں کی سرزنش کی۔ [50] لیکن تاریخ کے معاصرین محققین میں سے سید جعفر شہیدی کوفی حکومت کی سختیوں، کوفیوں کے خوف اور ترس کی وجہ سے کوفہ میں ایسے خطبے کے دئے جانے کو مشکل سمجھتے ہیں۔ [51] نیز فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین [52] اور ام کلثوم کی طرف خطبوں کی نسبت دی گئی ہے۔ [53]

امام سجادؑ اور حضرت زینب (س)، نے شام میں بھی خطبات دیئے۔ حضرت امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے ساتھ ناروا سلوک پر یزید کی سرزنش اور انہیں مختلف شہروں میں دربرد پھرانے پر احتجاج، [54] اور فضائل اہل بیت پیامبرؑ و علیؑ ان خطبات کے مضامین تھے۔ [55] یہ خطبات شام میں حضرت امام سجاد اور حضرت زینب

کے خطبات کے نام سے معروف ہیں۔[56]

شام کے راستے میں

راستے کا انتخاب

ابن زیاد نے شمر اور طارق بن مُخَفَّز سمیت ایک جماعت اسیروں کے ساتھ شام روانہ کی۔[57] بعض روایات کے مطابق زحر بن قیس بھی ان کے ہمراہ تھا۔[58] اسیروں کو کوفہ سے شام تک کس راستے سے لے جایا گیا اس کا دقیق علم نہیں ہے لیکن بعض معتقد ہیں کہ اس راستے میں امام حسینؑ سے منسوب مقامات کے ذریعے کوفہ سے شام کے راستے کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ ان مقامات کے نام درج ذیل ہیں:

مقام راس الحسین موصل: علی بن ابوبکر ہروی کے بقول یہ مقام ساتویں صدی ہجری تک موجود تھا۔[59] مسجد امام زین العابدینؑ اور مقام راس الحسین نصیبین: آج کل نصیبین ترکی میں ایک شہر کا نام ہے۔[60] کہا جاتا ہے کہ سر امام حسینؑ کے خون کا اثر اس مقام پر رہ گیا تھا۔[61] ہروی نے اس زیارتگاہ کو مشہد النقطہ کے نام سے ثبت کیا ہے۔[62]

مقام طُرح: طرح اس نوزاد کو کہا جاتا ہے جو مقررہ وقت سے پہلے پیدا ہوا ہو۔ یہاں یہ احتمال دیا جاتا ہے کہ اسیران کربلا میں کوئی حاملہ خاتون تھی جس نے اپنے بچے کو مقررہ وقت سے پہلے جنم دیا ہوگا۔[63] مقام حَجَر: اسیران کربلا کے قافلے کو شام لے جاتے وقت امام حسینؑ کا سر اس پتھر پر رکھا گیا تھا۔[64] مقام کوہ جوشن: یہ پہاڑ شام کے شہر حلب میں واقع ہے۔ گویا شمر بن ذی الجوشن کے نام سے مشتق ہے۔ بعض مصادر کے مطابق مشہد النقطہ بھی اسی مقام پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں ایک عیسائی راہب زندگی گزارتا تھا جس نے یزید کے سپاہیوں سے امام حسینؑ کا سر ایک رات کیلئے لے جا کر اپنے پاس رکھتا ہے۔ مشہد السقط میں قبر محسن بن الحسینؑ بھی ہے۔[65]

مقام حماہ: یہ مقام شہر حلب کے اندر موجود تھا۔ ابن شہر آشوب نے اس مکان کا تذکرہ کیا ہے۔[66]

مقام حمص: ابن شہر آشوب نے اس مکان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔[67]

مقام بعلبک: یہاں پر اس وقت ایک مسجد ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پہلے اس کا نام "راس الحسین" تھا۔[68]

مقام راس الحسین اور مقام امام زین العابدین دمشق: یہ دو مقام ایک مسجد کے پاس ہے جسے مسجد اموی کا نام دیا جاتا ہے۔ ابن عساکر نے اس مقام کو راس الحسین کا نام دیا ہے۔[69] لیکن دیگر مصادر میں اسے مقام امام زین العابدین کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔[70] شام میں

شہر کا چراغان: یزید نے حکم دیا تھا کہ اسیران کربلا کا شام میں داخل ہوتے وقت شہر کا چراغان کیا جائے۔

سہل بن سعد ساعدی ان افراد میں سے ہے جس نے اسیران اہل بیت کا شام میں داخل ہوتے وقت شہر کے چراغان اور لوگوں کی خوشی کو دیکھا اور اس کی توصیف کی ہے۔[71]

داخل ہونے کا دن: تاریخی اوراق کے مطابق شہداء کے سروں کو صفر کی پہلی تاریخ کو شام لایا گیا۔[72] اسی دن اسیروں کو باب توما یا باب الساعات سے شہر کے اندر لے جایا گیا اور شہر کے جامع مسجد کے دروازے کے ساتھ اسیروں کو بٹھانے کی مخصوص جگہ پر اسراء اہل بیت کو رکھا گیا۔[73]

یزید کو اطلاع دینا: اسراء اہل بیت کو شہر میں پھرانے کے بعد عبیداللہ ابن زیاد کے سپاہی یزید کے محل میں چلے گئے اور زحر بن قیس نے سب کی نمائندگی میں واقعہ کربلا کی سرگذشت یزید کو سنا دی۔[74]

اسراء یزید کے محل میں: یزید نے کربلا کے واقعے کی رپورٹ سننے کے بعد محل کی تزئین کا حکم دیا۔ بزرگان شام کو بلایا گیا اس کے بعد اسیریوں کو محل میں لانے کا حکم دیا۔ [75] تاریخی شواہد کے مطابق اسیریوں کو رسیوں میں باندھ کر یزید کی محفل میں لایا گیا۔ [76] اس وقت فاطمہ بنت الحسین نے کہا: اے یزید کیا یہ شائستہ ہے کہ رسول خدا (ص) کی بیٹیوں کو اسیر کیا جائے؟ اس وقت یزید کے دربار میں موجود افراد اور یزید کی بیوی ہندہ نے گریہ و زاری کی۔ [77]

یزید کا اسیریوں کے سامنے سر امام حسینؑ کے ساتھ کھیلنا: یزید نے اسیریوں کے سامنے سر امام کو ایک سونے کے طبق میں رکھا [78] اور اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے لکڑی کے ذریعے سر امام حسینؑ کی توہین کی۔ [79] جب امام حسینؑ کی بیٹی سکینہ اور فاطمہ نے اس حالت کو دیکھا تو ایسی فریاد کی کہ خود یزید کی محل میں موجود عورتوں نے بھی اس فریاد کے ساتھ فریاد بلند کیں۔ [80] امام رضاؑ سے منقول ایک حدیث میں آیا ہے کہ یزید نے امامؑ کے سر کو ایک طبق میں رکھا پھر اس کے اوپر کھانے کی میز رکھ دی پھر اپنے دوستوں کے ساتھ کھانے اور شراب خواری میں مشغول ہو گیا۔ پھر اسی میز پر وہ اپنے دوستوں کے ساتھ شطرنج کھیلنے لگا وہ جب بھی شطرنج میں اپنے حریف پر غلبہ حاصل کرتا شراب کی بوتل اٹھا کر پیتا اور باقی ماندہ شراب کو اس طبق کے نزدیک زمین پر انڈیل دیتا جس میں امامؑ کا سر رکھا ہوا تھا۔ [81]

حاضرین کا اعتراض: یزید کی محفل میں موجود بعض حاضرین نے یزید کے اس اقدام پر اعتراض کیا ان میں مروان بن حکم کے بھائی یحییٰ بن حکم ہے جس پر یزید نے اس کے سینے پر گھونسا مارا۔ [82] ابو ہریرہ اسلمی نے بھی اس پر اعتراض کیا تو اسے یزید کے حکم سے مجلس سے ہی اخراج کیا گیا۔ [83]

خطبہ دینا: شام میں مختلف واقعات رونما ہونے کے بعد امام سجادؑ اور حضرت زینب (س) نے شام میں افکار عمومی کو غلط پروپیگنڈوں سے پاک کرنے کی خاطر خطبے دینا شروع کیا۔ یہ خطبے شام میں امام سجادؑ اور حضرت زینب کے خطبوں کے نام سے معروف ہیں۔

محل اقامت: تاریخی مصادر کے مطابق اہل بیت امام حسینؑ کو شام میں دو مقامات پر رکھا گیا۔ شروع میں کسی ویرانے میں رکھا گیا جس پر چھت بھی نہیں تھی، [84] جو خرابہ شام سے معروف ہے اور حضرت رقیہ اسی خرابے میں وفات پائی۔ [85] اسیران کربلا کو دو دن اس مقام پر رکھا گیا۔ [86] لیکن امام سجادؑ اور حضرت زینب (س) کے خطبوں کے بعد جب افکار عمومی اسیریوں کے نفع میں جانے لگا تو انہیں یزید کے محل کے نزدیک کسی گھر میں منتقل کیا گیا۔ [87]

شام میں قیام کی مدت: اکثر مورخین نے اسیران کربلا کا شام میں قیام کی مدت کو تین دن لکھا ہے۔ [88] لیکن عماد الدین طبری نے اس مدت کو سات دن ذکر کیا ہے۔ [89] جبکہ سید بن طاووس نے ایک ماہ کہا ہے [90]

البتہ اس نے خود اس قول کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

قافلے کے واپسی

سید محمد علی قاضی طباطبائی تحقیق دربارہ اولین اربعین حضرت سید الشهداءؑ میں کاروان اہل بیت کی شام سے واپسی کے متعلق بحث کرتے ہیں اور اربعین کے روز ان کے کربلا کو پہنچنے کو ثابت کرتے ہیں۔ لیکن محدث نوری [91] اور شیخ عباس قمی کربلا میں اسرا کی واپسی اربعین کے روز کے مخالف ہیں۔ [92] بشیر نے مسجد النبی کے پاس جا کر روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

یا اہل یثرب لا مقام لكم قتل الحسین فادمعی مدرار

اے مدینہ کے رہنے والو! اب مدینہ رہنے کے قابل نہیں ہے حسین مارا گیا اور میرے آنسو جاری ہیں

الجسم منه بكر بلا مخرج والراس منه على القناة يدار.

ان کی لاش کربلا میں خاک و خون میں غلطاں ہے اور ان کا سر نیزوں پر پھرایا گیا [93]

تفصیلی مضمون: اربعین حسینی

شیخ مفید اور شیخ طوسی نے تصریح کی ہے کہ کاروان اہل بیت شام سے واپسی کے بعد مدینہ گیا ہے۔ [94] سید بن طاووس کی نقل کے مطابق قافلہ اہل بیت نے مدینہ پہنچنے پر شہر سر سے باہر خیمے نصب کئے اور امام سجاد کے حکم پر بشیر بن جذلم مدینہ گیا اور اس نے مسجد النبی کے پاس اشعار پڑھے اور گریہ کیا۔ اس طرح اہالیان مدینہ اہل بیت کے مدینہ واپسی سے مطلع ہوئے۔ [95] سید بن طاووس اس دن کو رسول گرامی قدر کے وصال کے بعد مسلمانوں کی تاریخ کا غم انگیز ترین دن شمار کرتے ہیں۔ منقول ہے کہ اہل بیت کی واپسی کا سن کر مدینہ کی تمام خواتین گھروں سے گریہ و شیون کرتے ہوئے باہر نکل آئیں اور اس سے پہلے مدینہ میں ایسا گریہ، نالہ و فریاد دیکھا نہیں گیا۔ [96]

حوالہ جات

طبری، تاریخ الأمم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۵۵-۴۵۶.

مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۱۴؛ طبری، تاریخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۵۶.

ابو مخنف، وقعة الطف، ۱۴۱۷ق، ص ۲۵۹؛ طبری، تاریخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۵۶.

قاضی نعمان، شرح الاخبار، موسسه نشر الاسلامی، ج ۳، ص ۱۹۸-۱۹۹؛ ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبیین،

۱۳۸۵ق، ص ۷۹؛ ابن سعد، ترجمة الحسين و مقتله، ۱۴۰۸ق، ص ۱۸۷.

بیضون، موسوعة كربلاء، بیروت، ج ۱، ص ۵۲۸.

ابن شداد، الاعلاق الخطیره، ۲۰۰۶م، ص ۲۸-۵۰.

ری شہری، دانشنامہ امام حسینؑ، ۱۳۸۸ش، ج ۱، ص ۲۸۳.

ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۱۴۱۵ق، ج ۷، ص ۲۶۱.

ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج ۱۵ ص ۲۳۶

شیخ مفید، امالی، ص ۳۲۱

شیخ مفید، ارشاد، ج ۲ ص ۱۱۴

مفید، ارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۱۵-۱۱۶؛ طبری، تاریخ، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۵۷.

ابن اعثم کوفی، الفتوح، ۱۴۱۱ق، ج ۵، ص ۱۲۳؛ خوارزمی، مقتل الحسين، ۱۳۶۷ق، ج ۲، ص ۴۳.

بلاذری، انساب الاشراف، ۱۴۱۷ق، ج ۳، ص ۴۱۶.

دینوری، اخبار الطوال، ۱۴۲۱ق، ص ۳۸۴-۳۸۵.

ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ۱۴۲۱ق، ج ۲، ص ۳۰۲؛ نعیمی، الدارس فی تاریخ مدارس، ۱۳۶۷ق، فہرست جای ہا.

ابن شہر آشوب، مناقب، ۱۳۷۹ق، ج ۲، ص ۸۲.

ابن شہر آشوب، مناقب، ۱۳۷۹ق، ج ۲، ص ۸۲.

مہاجر، کارون غم، ۱۳۹۰ش، ص ۳۶-۳۸.

ابن شداد، الاعلاق الخطیره، ۲۰۰۶م، ص ۱۷۸.

مہاجر، کاروان غم، ۱۳۹۰ش، ص ۳۰.

مہاجر، کاروان غم، ۱۳۹۰ش، ص ۲۹.

- مهاجر، کاروان غم، ۱۳۹۰ش، ص ۳۰.
- بروی، الإشارات الى معرفة الزيارات، ۱۹۵۳م، ص ۶۶.
- بروی، الإشارات الى معرفة الزيارات، ۱۹۵۳م، ص ۶۶.
- ابن اعثم، كتاب الفتوح، ۱۴۱۱ق، ج ۵، ص ۱۲۷؛ خوارزمی، مقتل الحسين، ۱۳۶۷ق، ج ۲، ص ۵۵-۵۶.
- شيخ مفيد، امالي، ۱۴۰۳ق، ص ۳۲۱.
- سيد بن طاووس، الاقبال، ۱۴۱۵ق، ج ۳، ص ۸۹.
- ابو ريحان بيروني، آثار الباقية، ۱۳۸۶ش، ص ۵۲۷.
- شيخ صدوق، امالي، ۱۴۱۷ق، مجلس ۳۱، ص ۲۳۰.
- ابن اعثم، الفتوح، ۱۴۱۱ق، ج ۵، ص ۱۲۹-۱۳۰
- محل حضور اسراى كربلا در مسجد اموى
- صفار، بصائر الدرجات، ۱۴۰۴ق، ص ۳۳۹.
- شيخ صدوق، امالي، ۱۴۱۷ق، مجلس ۳۱، ص ۲۳۱، ج ۴.
- شيخ مفيد، ارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۲۲.
- طبرى، تاريخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵ ص ۴۶۲؛ خوارزمی، مقتل، ۱۳۶۷ق، ج ۲، ص ۷۴.
- طبرى، كامل بهايى، ۱۳۳۲ق، ج ۲، ص ۳۰۲.
- ابن طاووس، الاقبال، ۱۴۱۵ق، ج ۳، ص ۱۰۱.
- طبرى، تاريخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۶۰.
- طبرى، تاريخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۶۱.
- ابن طاووس، الملهوف، ۱۲۱۷ق، ص ۲۱۳.
- ابن نما، مثير الاحزان، ۱۴۰۶ق، ص ۹۹.
- خوارزمی، مقتل، ۱۳۶۷ق، ج ۲، ص ۶۴.
- يعقوبى، تاريخ، دار صادر، ج ۲، ص ۶۴.
- ابن اثير، الكامل، ۱۴۰۵ق، ج ۲، ص ۵۷۷.
- صدوق، عيون اخبار الرضا، ۱۴۰۴ق، ج ۱، ص ۲۵، ج ۵۰.
- طبرى، تاريخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۶۵.
- بلاذرى، انساب الاشراف، ۱۴۱۷ق، ج ۳، ص ۴۱۶.
- ابن نما، مثير الاحزان، ۱۴۰۶ق، ص ۸۹-۹۰.
- ابن طيفور، بلاغات النساء، ۱۳۷۸ش، ص ۲۶.
- شهيدى، زندگانی على ابن الحسين، ۱۳۸۵ش، ص ۵۷.
- طبرى، احتجاج، ۱۴۱۶ق، ج ۲، ص ۱۴۰-۱۰۸.
- ابن طاووس، الملهوف، ۱۴۱۷ق، ص ۱۹۸.
- ابن طاووس، الملهوف، ۱۴۱۷ق، ص ۲۱۳-۲۱۸.
- ربانى گليپايگانی، «افشاگرى امام سجاد در قيام كربلا (۲)»، ص ۱۱۹.
- ابن نما، مثير الاحزان، ۱۴۰۶ق، ص ۸۹-۹۰؛ ابن طيفور، بلاغات النساء، ۱۳۷۸ش، ص ۲۶.

بلاذري، انساب الاشراف، ١٤١٧ق، ج٣، ص٤١٦.
 دينوري، اخبار الطوال، ١٤٢١ق، ص٣٨٤-٣٨٥.
 جعفر مهاجر، كاروان غم، ص٢٩
 كاروان غم، مهاجر، ص٣٠
 الاشارات الى معرفه الزيارات، ص٦٦
 الاشارات الى معرفه الزيارات، ص٦٦
 مهاجر، ص٣٠
 الاعلاق الخطيره، ابن شداد، ص١٤٨
 معجم البلدان، ج٢، ص:١٨٦
 مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهر آشوب)، ج٢، ص: ٨٢
 مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهر آشوب)، ج٢، ص ٨٢
 مهاجر، ص ٣٦ تا ٣٨
 ابن عساكر، تاريخ مدينه دمشق، ج٢ ص ٣٠٢
 نعيمی، الدارس فی تاريخ مدارس، فهرست جای با
 شيخ صدوق، امالي، مجلس، ٣١، ص٢٣٠.
 ابو ريحان بيروني، آثار الباقيه، ص٣٣١
 ابن اعثم، الفتوح، ج٥، ص١٢٩-١٣٠
 تاريخ الطبري، ج٥، ص٤٦٠
 تاريخ الطبرس، ج٥، ص٤٦١
 سيد بن طاووس، لهوف، ص٢١٣
 ابن نما، مثير الاحزان، ص٩٩
 خوارزمي، ج٢، ص٦٤
 يعقوبي، ج٢، ص٦٤
 ابن اثير، كامل، ج٢ ص ٥٧٧
 صدوق، عيون اخبار الرضا، ج١، ص٢٥، ح٥٠
 طبري، ج٥ ص ٤٦٥
 انساب الاشراف، ج٣، ص٤١٦
 شيخ صدوق، امالي، مجلس ٣١، ص٢٣١، ح٤
 كامل بهايي، ج٢، ص١٤٩
 صفار، بصائر الدرجات، ص ٣٣٩
 شيخ مفيد، ارشاد، ج٢، ص١٢٢
 طبري، ج ٥ ص ٤٦٢، خوارزمي، ج٢، ص٧٤
 كامل بهايي، ج٢، ص ٣٠٢
 الاقبال بالاعمال الحسنه، ج٣، ص١٠١

محدث نوری، لؤلؤ و مرجان، ۱۴۲۰ق، ص ۲۰۸-۲۰۹.

قمی، منتهی الآمال، ۱۳۷۲ش، ص ۵۲۴-۵۲۵.

سید بن طاووس، لهوف، ص ۲۲۷

شیخ مفید، مسار الشیعه، ۱۴۱۳ق، ص ۴۶؛ طوسی، مصباح المتہجد، ۱۴۱۱ق، ج ۲، ص ۷۸۷.

ابن طاووس، لهوف، ۱۴۱۷ق، ص ۲۲۶-۲۲۷.

ابن طاووس، لهوف، ۱۴۱۵ق، ص ۲۲۷